چند شعری اصطلاحات

مصرع: لفظی معنی کِواڑ (دروازے) کا ایک پٹ، مراد ہے آدھا شعر یا نصف بیت۔ مصرع بامعنی الفاظ پر مشتمل وہ سطر ہے کہ اگر نثر میں ہو تو جملہ یا فقرہ کہلائے، اور نظم میں ہو تو مصرع۔ شعر کے پہلے مصرعے کو مصرعِ اوّل اور دوسرے مصرعے کو مصرعِ ثانی کہتے ہیں۔ مثلاً: خواجہ الطاف حسین حالی کے ایک شعر کا مصرعِ اوّل ہے:

ع یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا

اور ثاقب لکھنوی کے ایک شعر کا مصرعِ ثانی ہے:

ع ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

شعر: لفظی معنی سخنِ موزوں، دو مصرعے جو ایک ہی وزن کے ہوں اور ایک خیال ظاہر کریں، شعر یا بیت کہلاتے ہیں۔ مثلاً دو شعر ملاحظہ کریں:

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا — ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے
زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا — ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

قافیہ: ہر شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہا جاتا ہے۔ قافیہ شعر کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ یاد رہے ردیف کا استعمال قافیہ کے بعد ہوتا ہے۔ مرزا غالب کی یہ معروف غزل ملاحظہ فرمائیں:

دلِ ناداں تجھے ہُوا کیا ہے — آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار — یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے
میں بھی منھ میں زبان رکھتا ہوں — کاش پوچھو کہ مدّعا کیا ہے
جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود — پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے
ہم کو اُن سے وفا کی ہے امید — جو نہیں جانتے وفا کیا ہے
جان تم پر نثار کرتا ہوں — میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے
ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا — اور درویش کی صدا کیا ہے

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے

اس غزل میں ہُوا، دوا، ماجرا، مدّعا، خدا، وفا، دُعا، صدا اور بُرا کے الفاظ قافیے کے طور پر آئے ہیں۔

ردیف: لغوی معنی ہیں "گھوڑے پر سوار کے پیچھے بیٹھنے والا آدمی" مگر اصطلاحِ شعر میں قافیے کے بعد آنے والے وہ لفظ یا ایسے الفاظ

جو جُوں کے توں بار بار دہرائے جائیں، ردیف کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ ''کیا ہے'' مرزا غالب کی مذکورہ بالا غزل میں ردیف کی مثال ہے۔

مطلع: لغوی معنی ''طلوع ہونے کی جگہ'' کے ہیں مگر شعری اصطلاح میں کسی قصیدے یا غزل کے پہلے شعر کو، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ یا ہم قافیہ وہم ردیف ہوں، مطلع کہتے ہیں۔ ردیف کی موجودگی ضروری شرط نہیں ہے۔ مرزا غالب کی ایک زبان زدِ خاص و عام غزل کا مطلع ہے:

ابنِ مریم ہوا کرے کوئی   میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

مطلع غزل یا قصیدے کا چہرہ بھی کہلاتا ہے۔ اسی سے غزل کی بحر اور زمین کی پہچان ہوتی ہے۔ مطلع کے بعد اگر دوسرے شعر کے دونوں مصرعے بھی ہم قافیہ وہم ردیف ہوں یعنی مطلع کے بعد ایک اور مطلع آجائے تو اسے مطلعِ ثانی کہا جاتا ہے۔ مطلعِ ثانی کو حسنِ مطلع بھی کہتے ہیں:

دنیا میں جب تلک کہ میں اندوہ گیں رہا
دل غم سے اور دل سے مرے غم قریں رہا
رونے سے کام بس کہ شب ہم نشیں! رہا
آنکھوں پہ کھینچتا میں سرِ آستیں رہا

مطلعِ ثانی کے بعد اگر تیسرا مطلع بھی آجائے تو اسے مطلعِ ثالث کہا جاتا ہے۔

مقطع: لغوی معنی ہیں ''قطع ہونے کی جگہ'' مگر شعری اصطلاح میں کسی قصیدے یا غزل کے آخری شعر کو، جس میں شاعر اپنا تخلص بھی لاتا ہے، مقطع کہتے ہیں۔ مثلاً مرزا غالب کی اِسی غزل کا مقطع ہے:

جب توقّع ہی اٹھ گئی غالب   کیوں کسی کا گِلہ کرے کوئی

تاہم اگر آخری شعر میں شاعر نے اپنا تخلص استعمال نہیں کیا تو وہ فقط غزل یا قصیدے کا آخری شعر کہلائے گا، مقطع نہیں ہوگا۔

بیت الغزل: غزل کے بہترین شعر کو بیت الغزل قرار دیا جاتا ہے تاہم اس کا انحصار قاری یا سامع کے ذوقِ سلیم پر ہوتا ہے۔